بیانیہ سوالات وجوابات

سوال نمبرا۔ **حضرت شاہ ولی اللہ پر نوٹ لکھیئے اور پاکستان کی آزادی کی تحریک میں ان کے کردار پر روشنی ڈالیئے۔**

تحریک احیاء میں شاہ ولی اللہ کے کردار پر روشنی ڈالئے۔ (۲۰۱۱) (۲۰۰۹)

جواب۔

تعارف:

برصغیر پاک وہند پر تقریباً ایک ہزار سال حکومت کرنے کے بعد مسلمان اسلامی تعلیمات سے روگردانی کے باعث زوال پذیر ہوئے۔اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے بیشتر علماء اور مشائخ نے اسلامی تعلیمات کے پرچار کے لیئے مختلف تحریکیں شروع کیں۔حضرت شاہ ولی اللہ کی کوششیں اس ضمن میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کی جانب پہلا قدم تھیں۔

خاندانی پس منظر:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۴ شوال بمطابق ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء کو دہلی کے ایک نواحی گاؤں پھلت میں نہایت معتبر خاندان میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد شاہ عبدالرحیم دہلی کے مشہور مدرسہ رحیمیہ کے بانیوں میں سے تھے۔شاہ عبدالرحیم مشہور مفکر اور مذہبی رہنما تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام قطب الدین رکھا لیکن بعد میں وہ اپنی نیک سیرتی کی وجہ سے ولی اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

شاہ ولی اللہ نے اپنی ابتدائی تعلیم مدرسہ رحیمیہ سے ہی حاصل کی۔۱۵ سال کی عمر میں ہی آپ کو اسلامی تعلیمات کے خاص موضوعات پر عبور حاصل ہو چکا تھا۔

بحیثیت استاد:

شاہ ولی اللہ اتنے قابل طالب علم تھے کہ ۱۷ برس کی عمر میں آپ اپنے والد کی جگہ مدرسہ رحیمیہ کے شیخ مقرر ہوئے۔آپ نے بارہ سال تک علم کی روشنی پھیلائی۔ ۱۷۲۴ء میں آپ سعودی عرب چلے گئے جہاں آپ نے حج کیا اور مزید تعلیم حاصل کی۔آپ ۱۷۳۲ء میں دہلی واپس تشریف لائے۔

اسلام کی تبلیغ:

شاہ ولی اللہ مسلمانوں کے لیئے قرآنی تعلیمات کے پرچار کے زبردست حامی تھے۔۱۷۰۷ء میں اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد مسلمان اخلاقی اور مذہبی طور پر پستی میں گرتے چلے گئے۔مرہٹوں اور جاٹ نے انہیں کچلنے کی بھرپور کوششیں کیں۔شاہ ولی اللہ کو اندازہ تھا کہ اگر مسلمان اسلام کے راستے پر نہ چلے تو وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔اس لیئے انہوں نے انتھک کوششوں سے برصعیر میں اسلامی تعلیمات کا پرچار کیا۔

قرآن کا ترجمہ:

شاہ ولی اللہ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ قرآن پاک کی تعلیمات کو سمجھے بغیر مسلمان اپنی کھوئی ہوئی شان وشوکت واپس نہیں لاسکتے۔ لوگوں کے قرآن سمجھنے کی ضرورت کا آپ کو بھرپور اندازہ تھا۔اس لیئے آپ نے قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ کیا۔یہ آپ کی قابل قدر کوشش تھی۔بعد میں آپ کے بیٹوں شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز نے قرآن پاک کا اردو میں ترجمہ کیا۔

سیاسی خدمات:

شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کو انکے سیاسی حقوق دلانے کے لیئے بے انتہا جدوجہد کی۔ آپ نے اس وقت کے مغل حکمرانوں، حیدرآباد کے ناظم روحیلہ سردار حفیظ الملک اور نجیب الدولہ کو خطوط تحریر کیئے۔ آپ نے افغانستان کے حاکم احمد شاہ ابدالی کو بھی خط لکھا۔ آپ نے انہیں مسلمانوں کی گرتی ہوئی شان وشوکت سے آگاہ کیا اور مسلمانوں کو مرہٹوں کی سازشوں سے بچانے کی استدعا کی۔ آپ نے سپاہیوں کو جہاد کی اہمیت اور فضیلت سے آگاہ کیا۔ یہ آپ ہی کے خطوط کا نتیجہ تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں پر حملہ کیا اور بالآخر انہوں نے ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی تیسری جنگ میں شکست سے دوچار کیا۔

تصانیف:

شاہ ولی اللہ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ جیسے

۱۔ حجۃ البلاغہ ۲۔ عزالتل احکافہ

آپ نے حدیث، فقہ اور تفسیر پر بھی بیشتر کتابیں تحریر کیں۔

انتقال:

شاہ ولی اللہ کا انتقال ۱۰ اگست ۱۷۶۲ء میں ہوا آپ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز نے مدرسہ رحیمیہ میں آپ کے مشن کو جاری رکھا۔

سوال نمبر۲۔ برصغیر سے معاشرتی برائیوں کے خاتمے کے لئے سید احمد شہید بریلوی کی تحریک نے کیا کردار ادا کیا؟ (۲۰۰۹)

جواب۔

ابتدائی زندگی:

برصغیر کی تاریخ میں سید احمد شہید بریلوی ایک مشہور مبلغ گزرے ہیں۔ آپ ۱۷۸۶ء میں رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے واجبی سی ابتدائی تعلیم حاصل کی کیونکہ آپ کا رجحان سپاہیانہ تعلیم کی طرف تھا۔ آپ شاہ ولی اللہ سے بہت متاثر تھے اور شاہ عبدالعزیز کے پیروکار تھے۔ ۱۸۱۲ء میں آپ نے نواب امیر خان ٹونک کی فوج میں شمولیت اختیار کرلی۔

تحریکِ مجاہدین:

سید احمد شہید نے انڈیا کے شمال میں ایک تحریک شروع کی جسے تحریک مجاہدین کہا جاتا ہے۔ اس تحریک نے مسلمانوں میں اک نئی روح پھونک دی اور وہ آزادی کی جدوجہد کے لئے تیار ہوگئے۔ سید احمد شہید نے یہ تحریک ۱۸۳۱ء میں حج سے واپس آنے کے بعد شروع کی۔

تحریکِ مجاہدین کے مقاصد:

تحریک مجاہدین کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت کو عام کرنا

۲۔ مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنا۔ اور لوگوں کو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی سادی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرنا

۳۔ مسلمانوں کو ایسے اعمال اور افعال اور خیالات سے بچانا جو اسلامی اقدار کے منافی ہوں۔

۴۔ مسلمانوں کو غیر اللہ کی عبادت سے بچانا۔

۵۔ مسلمانوں کو اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کرنا۔

تحریکِ مجاہدین کی ابتداء:

سید احمد پنجاب اور سرحد میں اسلامی اقدار کو دوبارہ رائج کر کے سکھوں کی آمریت کا خاتمہ چاہتے تھے۔آپ نے پنجاب اور سرحد میں جہاد کی ابتداء کی۔شاہ اسماعیل شہید نے بھی چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ دیا۔

آپ ۱۸۲۶ء میں سندھ آئے اور سید صبغت اللہ شاہ پیر پگارا کی مدد چاہی جنہوں نے اپنے حروں کا دستہ آپکے ہمراہ کیا۔سید احمد نے اپنے خاندان کو بھی پیر پگارا کی پناہ میں دیا اور خود جہاد پر رخصت ہوئے۔

تحریک مجاہدین کی کامیابیاں:

دسمبر ۱۸۲۶ء میں آپ نوشہرہ پہنچے اور اسے اپنا ہیڈکوارٹر بنایا۔سکھوں کے خلاف آپ نے پہلی لڑائی ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ کو آکوڑہ کے پاس لڑی۔ سکھوں کو شکست ہوئی۔دوسری لڑائی حاضرو کے مقام پر ہوئی اور اس میں بھی سکھوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

امیر المومنین:

تحریک مجاہدین کی کامیابیوں سے متاثر ہو کر کئی پٹھان قبائل نے تحریک میں شمولیت اختیار کر لی۔مجاہدین کی تعداد اکتیس ہزار سے تجاوز کر گئی اور سید احمد شہید کو امیر المومنین کا درجہ دیا گیا۔

تحریک مجاہدین کی ناکامی:

جلد ہی سید احمد کے لیئے سازشوں کے در کھل گئے۔مہاراجہ رنجیت سنگھ (۱۷۸۰_۱۸۳۹) نے سردار یار محمد اور اس کے بھائی سلطان محمد خان کو رشوت دے کر سید احمد کی خلافت کے خاتمے کے لیئے سازش کی۔قبائلی سرداروں کی غداری نے آپ کے دل کو سخت ٹھیس پہنچائی اور آپ نے بالاکوٹ کو اپنا نیا ہیڈکوارٹر مقرر کیا۔مظفرآباد میں سکھوں اور مجاہدین کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔اس لڑائی میں سید احمد اور ان کے قریبی ساتھی ۶ رمئی ۱۸۳۱ کو شہید ہو گئے۔

اختتامیہ:

باوجود اس کے کہ تحریک مجاہدین بالاکوٹ میں کامیاب نہ ہو سکی مگر اس نے برصغیر کے مسلمانوں کے دل میں آزادی کی جوت جگا دی۔ ولایت علی پٹنہ نے سید احمد کے مقصد کو آگے بڑھایا۔

سوال نمبر۳۔ فرائضی تحریک پر نوٹ لکھیئے۔ **(۲۰۱۱)**

جواب:

حاجی شریعت اللہ کی ابتدائی زندگی:

حاجی شریعت اللہ برصغیر کے مشہور مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔آپ ۱۷۶۱ء میں فرید پور (بنگال) میں پیدا ہوئے۔آپ بہت کم عمری میں مکہ مکرمہ چلے گئے جہاں آپ ۲۰ سال تک رہے اور دینی تعلیم حاصل کی۔آپ ۱۸۰۲ء میں واپس برصغیر آئے۔

فرائضی تحریک: **(۲۰۱۰)**

آپ مسلمانوں کی ابتر مذہبی حالت کو دیکھ کر بہت دلبرداشتہ ہوئے۔آپ نے اسلامی فرائض کو پورا کرنے پر بھرپور زور دیا۔آپ کی تحریک کو اسی لیئے فرائضی تحریک کہا جاتا ہے۔

فرائضی تحریک کے مقاصد:

فرائضی تحریک کے دو اہم مقاصد تھے۔

(الف) تمام اسلام کے منافی رسومات، رواج، تہذیب جو بنگالی مسلمانوں میں عام تھیں ان کا خاتمہ۔

(ب) مسلمانوں کو اسلام کی سیدھی، سچی راہ پر چلانا۔

فرائضی تحریک کی جدوجہد:

ابتداء میں فرائضی تحریک کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آہستہ آہستہ یہ پورے بنگال میں پھیل گئی۔ اس تحریک کے نتیجے میں بنگال کے مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا ہوئی۔

دودھو میاں:

حاجی شریعت اللہ کے انتقال کے بعد آپ کے بیٹے دودھو میاں (محمد محسن) فرائضی تحریک کے رہنما بنے اور اسے مزید آگے بڑھایا۔ انہوں نے مزارعین کی مشکلات کی جانب بھرپور توجہ دی جس کے نتیجے میں مزارعین کو اتنی جرائتمندی حاصل ہوئی کہ انہوں نے زمینداروں کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا۔

اختتامیہ:

فرائضی تحریک کے نتیجے میں نہ صرف بنگالی مسلمانوں کو خود اعتمادی حاصل ہوئی بلکہ مزارعوں کے حقوق کا بھی تحفظ ہوا۔

سوال نمبر ۴۔ علی گڑھ تحریک کی کامیابیوں پر نوٹ لکھیے۔

جواب:

تعارف:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان سیاسی، معاشی، تعلیمی طور پر پست ہوتے چلے گئے۔ انگریزوں کا ماننا تھا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ مسلمانوں کے ایماء پر لڑی گئی انگریزوں نے مسلمانوں کو انتقامی کاروائی کا نشانہ بنانا شروع کر دیا مسلمانوں سے اقتدار چھین لیا گیا۔ ایسے میں مسلمانوں کو شدت سے ایک ایسے رہنما کی ضرورت تھی جو انہیں ذلت کے سیاہ اندھیروں سے نکال سکے۔ ایسے ہی ایک تاریک اور سیاہ دور میں سرسید احمد خان ایک دلیر اور عظیم رہنما بن کر اُبھرے۔

سرسید کی ابتدائی زندگی:

سرسید احمد خان ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک عظیم رہنما تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ ۱۸۳۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں شامل ہوئے۔ آپ ۱۸۴۶ء میں جج بنے اور بعد میں چیف جج کے طور پر بنگلور ٹرانسفر ہوئے۔

تحریک علیگڑھ:

مسلمانوں کی حالت زار کو مدنظر رکھتے ہوئے سرسید احمد خان نے ایک تحریک شروع کی جسے علیگڑھ تحریک کہا جاتا ہے۔ علیگڑھ یونیورسٹی کا قیام بھی اسی تحریک کا نتیجہ ہے۔ اس تحریک کے دو اہم جزو تھے۔

(الف) مسلمانوں کی تعلیم کو بہتر کر کے ان کی معاشرتی حالت کو بہتر بنانا۔

(ب) برطانوی حکومت سے تعاون۔

تحریک علیگڑھ کے مقاصد:

تحریک علیگڑھ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

ا۔ شعوری بیداری:

سرسید احمد خان نے مسلمانوں میں شعوری بیداری پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ انہوں نے مسلمانوں کو اُکسایا کہ ماضی کو بھلا کر مستقبل پر نظر رکھیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس حقیقت کو قبول کرلیں کہ انگریز اُن پر حکمرانی کرتے ہیں۔

۲۔ برطانیہ کے ساتھ تعلقات بہتر بنانا:

سرسید نے اس بات پر زور دیا کہ برطانیہ کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے برطانوی حکمرانوں کو بھی باور کروانے کی کوشش کی کہ مسلمان اکیلے ۱۸۵۷ء کی جنگ کے ذمہ دار نہیں۔ انہوں نے ایک کتاب Essay on Causes of Indian revolt لکھی۔ یہ کتاب برطانوی پارلیمنٹ میں بھی بھیجی گئی اور مختلف افسران بالا کو بھی دی گئی۔ اس میں انہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ کی مندرجہ ذیل وجوہات بیان کیں۔

(الف) برطانوی حکومت کی کارکردگی عوام کی اُمید کے برعکس تھی۔

(ب) حکومت عام لوگوں کے مسائل سمجھنے میں ناکام رہی۔

(ج) لوگوں کی فلاح کے لیئے حکومت کوئی پروگرام مرتب نہ کرسکی۔

(د) ایسے قوانین لاگو کیئے گئے جو لوگوں کے تہذیب وتمدن کے منافی تھے۔

(و) حکومتی انتظام کے بعض آلہ کار عوام اور حکومت میں تصادم چاہتے تھے۔

۳۔ جدید طرز تعلیم کی ترغیب دینا:

سرسید نے مسلمانوں کو جدید علوم حاصل کرنے کی ترغیب دیے وہ جانتے تھے کہ اس کے بغیر کسی بھی قسم کا مقابلہ ممکن نہ ہو سکے گا۔ انہوں نے انگریزی زبان کے ساتھ ساتھ سائنسی تعلیم کو بھی فروغ دیا۔ اس سلسلے میں ۱۸۶۲ء میں غازی پور میں ایک سائنٹفک سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بعد میں اسے علیگڑھ منتقل کردیا گیا۔ یہ ادارہ جدید سائنسی علوم کا اردو میں ترجمہ کرتا تھا۔ انہوں نے برطانیہ کی کیمبرج یونیورسٹی کی طرز پر علیگڑھ میں ایک اسکول بھی قائم کیا جسے بعد میں کالج کا درجہ دیا گیا اور یہ ایم۔اے۔او کالج یعنی محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے نام سے مشہور ہوا۔

۴۔ تصادم کے بغیر سیاست:

سرسید نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ جب تک وہ استحکام حاصل نہ کرلیں سیاست سے دور رہیں اسطرح انہیں برطانیہ سے تعلقات بہتر بنانے میں بھی مدد ملی۔

علیگڑھ تحریک کی خدمات اور کامیابیاں:

ا۔ اہم شخصیات:

علی گڑھ تحریک میں بہت سے نمایاں شخصیات نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں ے جن میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

نواب محسن الملک۔ نواب وقار الملک۔ مولانا شبلی نعمانی۔ مولانا الطاف حسین حالی۔ مولانا چراغ حسن

۲۔ تعلیمی خدمات:

سرسید مسلمانوں کے لیئے جدید تعلیم کی ضرورت سے بخوبی آگاہ تھے۔اس ضمن میں سائنٹفک سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا بعد میں اسے علی گڑھ منتقل کر دیا گیا۔ یہ ادارہ جدید سائنسی علوم کا اردو میں ترجمہ کرتا تھا۔اسی طرح برطانیہ کی کیمبرج یونیورسٹی کی طرز پرایم۔اے۔او کالج کی بنیاد بھی رکھی گئی۔

۳۔ معاشرتی خدمات:

مسلمانوں کے وقار کو بحال کرنے کے لیئے سرسید نے مندرجہ ذیل خدمات انجام دیں۔

(الف) 'Causes of Indian revolt' اور Loyal Muhammadans of India لکھیں اوران کے ذریعے سے مسلمانوں کی مشکلات کو کم کرنے کی کوشش کی اور انگریزوں کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کی کاوش بھی کی۔

(ب) مسلمان کی نوکریوں پر لگا بین (ban) نرم ہو گیا۔

(ج) مسلمانوں کی جائیدادیں انہیں واپس مل گئیں۔

(د) ترقی کے کئی پروگراموں میں مسلمانوں کو شامل کیا گیا۔

اختتامیہ:

علی گڑھ تحریک نے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کو طاقت بخشی کہ وہ حالات کا مقابلہ کر سکیں بلکہ دوقومی نظریے کی بنیاد بھی فراہم کی۔

سوال نمبر ۵۔ دوقومی نظریے کی وضاحت کریں۔دوقومی نظریہ کیا ہے؟تشکیل پاکستان میں اس نے کیا کردار ادا کیا؟ (۲۰۰۹،۲۰۱۳)

جواب: **تعارف:**

تھیوری سے مراد سوچنے کا انداز اور طریقہ ہے۔ یہ تصورات کا مجموعہ ہوتا ہے۔نظریہ تھیوری کے لیئے اردو میں استعمال کیا جانے والا لفظ ہے اوراس سے مراد یہ ہے کہ۔

''عقائد اقدار رسوم و رواج اور عمل کا ایسا مجموعہ جو کسی معاشرے میں شامل تمام افراد کے لیئے یکساں ہو اور تمام افراد میں اس کی جھلک دکھائی دیتی ہو نظریہ کہلاتا ہے۔''

دوقومی نظریہ:

اگر ہم پاکستان کی بنیاد کے حوالے سے دیکھیں تو دوقومی نظریے کا اپنا ایک علیحدہ مطلب ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ برصغیر میں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں اوران اقوام نے بلا شبہ بہت لمبا عرصہ ایکساتھ ایک ہی خطے میں گزارا ہے مگران کو ایک دوسرے میں شامل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان کا مذہب، اقدار، رسم و رواج اور تہذیب ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہے۔ یہ اتنے مختلف ہیں کہ ان کا ایک ساتھ رہنا ممکن نہیں۔

دوقومی نظریے کے وجود میں آنے کی وجوہات:

دوقومی نظریے کے وجود میں آنے کی یوں تو کئی وجوہات ہیں اور یہی وجوہات آگے چل کر پاکستان کی بنیاد بنیں۔ان میں کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **مذہبی اختلافات:**

ہندو اور مسلمانوں کے درمیان سب سے بڑا فرق مذہب کا ہے۔ مسلمان اللہ کو ایک مانتے ہیں جبکہ ہندوؤں کے ہاں اَن گنت خداؤں کا نظریہ ہے۔

۲۔ **ہندو قوم پرست:**

ہندو قوم پرست بہت زیادہ انتہا پسند تھے انہوں نے برصغیر میں مسلمانوں کی اہمیت کو یکسر نظر انداز کر دیا اُن کی تصانیف نے مسلمانوں میں نفرت کے جذبات بھڑکا دیئے۔

۳۔ **تہذیبی اختلافات:**

ہندو اور مسلمان دو الگ تہذیب سے تعلق رکھنے والی اقوام ہیں۔ مسلمان گائے کو ذبح کرتے جبکہ ہندو اُسکی پوجا کرتے۔ مسلمان مُردوں کو دفن کرتے جبکہ ہندو اسے جلاتے ہیں۔

۴۔ **معاشرتی اختلافات:**

ہندو اور مسلمانوں کا رہن سہن، لباس، برتن، سلام کے طریقے، خوراک غرضیکہ ہر چیز مختلف تھی۔

۵۔ **معاشی اختلافات:**

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کو معاشی طور پر بدحال کر دیا گیا جبکہ ہندوؤں کے پاس دولت کے انبار تھے۔

۶۔ **تعلیمی اختلافات:**

ہندو مسلمانوں سے کہیں بہتر طور پر تعلیم یافتہ تھے۔

۷۔ **سیاسی اختلافات:**

سیاسی طور پر بھی دونوں اقوام ایک دوسرے سے مکمل طور پر اختلاف رکھتی تھیں۔

۸۔ **زبان کا فرق:**

ہندو اور مسلمانوں کی زبانوں میں بھی بہت زیادہ فرق تھا۔ جبکہ اُردو کو ہندی کی طرح لکھنے کی بحث نے بھی ہندو مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو بڑھاوا دیا تھا۔

۹۔ **کانگریس کا رویہ:**

کانگریس کا تعصبانہ رویہ بھی دونوں قوموں کے اختلافات کو بڑھانے کا سبب بنا۔

۱۰۔ **بنگال کی تقسیم:**

بنگال کی علیحدگی پر ہندوؤں کی جانب سے جو رویہ ظاہر ہوا اُس سے بھی ہندو مسلم اختلافات کو ہوا ملی کیونکہ بنگال کی علیحدگی مسلمانوں کے لیئے فائدہ مند تھی۔

دو قومی نظریہ اور سر سید احمد خان:

سر سید احمد خان کو بلاشبہ دو قومی نظریے کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ ۱۸۶۸ء میں آپ نے برملا فرمایا۔

"ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں اور ایک دوسرے میں کسی طور جذب نہیں ہو سکتیں۔"

دو قومی نظریہ اور قائد اعظم:

قائد اعظم محمد علی جناح دو قومی نظریے کے زبردست حامی تھے۔ آپ نے فرمایا۔

''اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں ہیں بلکہ درحقیقت وہ دو مختلف معاشرتی نظام ہیں چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہیئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔ میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔''

دو قومی نظریہ اور علامہ اقبال:

علامہ اقبال پہلی ایسی اہم شخصیت ہیں جنہوں نے علیحدہ وطن کا مطالبہ دو قومی نظریے کی بنیاد پر کیا۔ الہ آباد کے تاریخی جلسے میں انہوں نے فرمایا۔

''مجھے ایسا نظر آتا ہے اور نہیں تو شمال مغرب ہندوستان کے مسلمانوں کو آخر کار ایک اسلامی ریاست قائم کرنی پڑے گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام ایک تمدنی طاقت کے طور پر زندہ رہے اس کے لیئے ضروری ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم ہو چنانچہ ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔''

اختتامیہ:

دو قومی نظریہ ہی درحقیقت پاکستان کے قیام کی بنیاد ہے۔

سوال نمبر ۶۔ مسلم لیگ کے قیام پر مفصل نوٹ لکھیئے نیز اس کے مقاصد تحریر کریں اور جدوجہد آزادی میں مسلم لیگ کے کردار کی وضاحت کریں۔

جواب: **تعارف:**

تاریخ کے ایک موڑ پر مسلمان رہنماؤں کو شدت سے اس بات کا احساس ہوا کہ مسلمانوں کی اپنی ایک سیاسی جماعت کا قائم ہونا ازحد ضروری ہے۔ لہذا ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ کو نواب وقار الملک کی سربراہی میں ایک میٹنگ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان، حکیم اجمل خان اور دوسرے بڑے رہنما بھی اس موقعے پر موجود تھے۔

مسلم لیگ کا پہلا ہیڈ کوارٹر علی گڑھ کو بنایا گیا اور اس کے پہلے صدر سر آغا خان جبکہ جنرل سکریٹری سید علی حسن بلگرامی تھے۔

قیام کی وجوہات:

مسلم لیگ کے قیام کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

i- دو قومی نظریے سے یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں۔

ii- کانگریس کے تعصبانہ رویے سے مسلمان دلبرداشتہ ہو چکے تھے۔

iii- بنگال کی علیحدگی پر ہندوؤں کا احتجاج مسلمانوں کو ناپسند ہوا۔

iv- گائے کے ذبح پر پابندی لگادی گئی۔

v- ہندی اردو بحث سے آپس کی رنجشیں بڑھ گئیں تھیں۔

مسلم لیگ کے قیام کے اغراض ومقاصد:

(i) مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا۔

(ii) مسلمانوں کی ضروریات اور مطالبوں کو انگریز حکومت تک پہنچانا۔

(iii) دوسرے مذاہب کی طرف سے تعصبانہ رویے کو کم کرنا اور ہندوستان میں رہنے والی تمام اقوام کو ایک دوسرے کے قریب لانا۔

(iv) انڈیا میں خود مختار حکومت کا قیام۔

(v) اقلیتوں کے حقوق کا قیام۔

(vi) مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان حکومت سے وفاداری کو فروغ دینا اور حکومت کے دل سے مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیوں کو دور کرنا۔

جدوجہد آزادی میں مسلم لیگ کا کردار:

آل انڈیا مسلم لیگ ایک ایسی سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی جس نے مسلمانوں کو متحد کر کے ایسے حالات پیدا کیئے کہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ جدوجہد آزادی میں مسلم لیگ کا کردار مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ حقوق کا تحفظ:

مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہونے کی حیثیت سے مسلم لیگ نے عملی اقدامات کیئے تاکہ مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔ انہوں نے کامیابی کے ساتھ حکومت تک مسلمانوں کے مطالبے پہنچائے۔ ایک طرف انہوں نے برطانوی حکومت کے خلاف ہندوؤں سے اتحاد کیا تو دوسری جانب برطانوی حکومت سے مسلمانوں کے تعلقات بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کی۔

۲۔ کانگریس سے سیاسی اتحاد:

قائداعظم نے اکتوبر ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ ان کی انتھک کوششوں کے باعث ہندو اور مسلمانوں کے درمیان ''میثاق لکھنؤ'' کا معاہدہ ہوا جس کے تحت کانگریس نے مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کو قبول کیا۔

۳۔ مسلمانوں کی تعداد:

مسلم لیگ کی کوششوں کی وجہ سے مسلمانوں کو اسمبلی میں ایک تہائی اکثریت حاصل ہوئی۔

۴۔ مسلمانوں کی نشستیں:

یہ بھی مسلم لیگ ہی کی بدولت ممکن ہوا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں مسلمانوں کی نشستوں کی تعداد مخصوص کردی جائے۔

۵۔ اکثریت:

جہاں جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی ان علاقوں میں مسلمانوں کے نمائندوں کی تعداد دوگنا کردی گئی۔

اختتامیہ:

انتھک سیاسی محنت اور کوششوں سے مسلم لیگ ایک بہترین سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی اور مسلمانوں کو ایسا پلیٹ فارم ملا کہ انہوں نے باقاعدہ ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا اور جدوجہد کی۔

سوال نمبر ۷۔ قائداعظم کے چودہ نکات تحریر کریں۔ (۲۰۱۲) (۲۰۱۰) (۲۰۰۹)

جواب: تعارف:

1928ء میں جواہرلال نہرو نے نہرو رپورٹ پیش کی جو کہ مسلمانوں کے خلاف تھی۔ میثاق لکھنو کی بھی خلاف ورزی کی گئی تھی۔ قائداعظم نے اسکے جواب میں چودہ نکات پیش کیئے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ وفاقی طرز کا آئین:

آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہوگا۔ جس میں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری دی جائے گی۔

۲۔ صوبائی خودمختاری:

تمام صوبوں کو ایک اصول پر داخلی خودمختاری دی جائے۔

۳۔ اقلیتوں کو موثر نمائندگی:

مجلس قانون ساز اور دیگر اداروں میں اقلیتوں کی نمائندگی کو موثر بنایا جائے۔ اور کسی اکثریت کو اقلیت میں نہ بدلا جائے۔

۴۔ مجلس قانون ساز میں مسلم نمائندگی:

مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

۵۔ جداگانہ انتخابات:

جداگانہ انتخاب کا اصول ہر فرقہ پر لاگو ہوگا۔ البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط انتخاب لڑ سکتا ہے۔

۶۔ مسلم اکثریتی صوبوں کا تحفظ:

اگر صوبوں کی حدود میں تبدیلی کرنا مقصود ہو تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس تبدیلی کا مسلم اکثریت والے صوبوں پر اثر نہ پڑے

۷۔ مذہبی آزادی:

تمام فرقوں کو یکساں اور مکمل مذہبی آزادی حاصل ہو۔

۸۔ فرقوں سے متعلق قانون:

اگر مسودۂ قانون کسی خاص فرقہ سے متعلق ہو اور فرقہ کے تین چوتھائی ممبران اسمبلی مسودۂ قانون کے خلاف رائے دیں تو اسے مسترد خیال کیا جائے۔

۹۔ سندھ کی علیحدگی:

سندھ کو بمبئی سے الگ کر دیا جائے۔

۱۰۔ بلوچستان اور سرحد کا مساوی درجہ:

صوبہ بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبے میں دوسرے صوبوں کی مانند اصطلاحات نافذ کی جائیں۔

۱۱۔ ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ:

آئین میں یہ بات ثابت کردی جائے کہ مسلمانوں کو تمام ملازمتوں میں ان کی اہلیت کے مطابق حصہ دیا جائے گا۔

۱۲۔ مسلمانوں کا مذہبی ثقافتی تحفظ:

مسلمانوں کو ہر قسم کا مذہبی اور ثقافتی تحفظ فراہم کیا جائے۔

۱۳۔ وزارتوں میں مسلم نمائندگی:

صوبائی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

۱۴۔ مرکزی آئین اور صوبوں کی منظوری:

وفاق میں شامل صوبوں کی منظوری کے بعد مرکزی آئین میں کوئی ردوبدل نہ کی جائے۔

اختتامیہ:

قائداعظم کے چودہ نکات نے یہ بات ثابت کردی کہ اب مسلمان کبھی بھی ہندوؤں کی ہٹ دھرمی برداشت نہیں کریں گے۔

سوال نمبر ۸۔ علامہ اقبال کے خطبہ الٰہ آباد پر نوٹ لکھیے۔

جواب: **تعارف:**

علامہ اقبال قیام پاکستان کے نظریے کے بانی کہلاتے ہیں۔ وہ برصغیر کے پہلے آدمی تھے جنہوں نے ہندوستان سے علیحدگی کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ اس مطالبے کو وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہے تھے مگر وہ پہلی مشہور شخصیت تھے جنہوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر یہ مطالبہ کیا۔

مسلمانوں کا علیحدہ تشخص:

مسلم لیگ کے قیام سے قائداعظم کے چودہ نکات تک، مسلم لیگ کی تمام جدوجہد مسلمانوں کو ان کے حقوق دلانے کے لیئے تھی مگر ہندو اور انگریز دونوں ہی اس کے لیئے تیار نہ تھے۔ علامہ اقبال نے ان حالات کے گہرے مشاہدے کے بعد اپنی شاعری، تصانیف، افکار اور خطابات کے ذریعے علیحدہ وطن کا نظریہ پیش کیا۔

۱۹۳۰ء کا صدارتی خطاب:

اپنی سوچوں اور افکار کو حتمی شکل علامہ اقبال نے الٰہ آباد کے تاریخی خطاب میں دی۔ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے آپ نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کے مقصد کا تعین کیا کہ انہیں اپنا ایک علیحدہ وطن درکار ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔

"میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دیا جائے۔

شمال مغربی برصغیر میں مسلم ریاست کا قیام مسلمانوں کا مقدر بن چکا ہے۔"

علامہ اقبال کا یہ خطبہ مسلمانوں کے لیئے روشنی کا ایسا مینار ثابت ہوا جس نے مسلمانوں کو نئی راہ دکھائی اور ایسی منزل کی نشاندہی کی جس کے

بغیر ان کے مسائل کا حل ممکن نہ تھا۔ خطبہ الہٰ آباد ہی قرارداد پاکستان کی بنیاد بنا۔

۱۹۳۳ء میں چوہدری رحمت علی نے اقبال کے خواب کو پاکستان کا نام دیا۔ قائداعظم نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور دن رات پاکستان بنانے کے لیئے وقف کر دیا۔

سوال نمبر ۹۔ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ اور صوبائی خودمختاری پر نوٹ لکھیئے۔

جواب: تعارف:

۱۹۳۵ء میں برطانوی حکومت نے ایک نیا آئین متعارف کروایا جس میں صوبائی خودمختاری کو اولیت دی گئی تھی۔ اس آئین کے تحت ۱۹۳۷ء میں الیکشن ہوئے۔ ان الیکشن میں حیران کن نتائج سامنے آئے۔ ۱۱ میں سے سات صوبوں میں کانگریس نے اپنی حکومت بنائی اور ایسے تمام صوبے جہاں کانگریس کو اکثریت حاصل ہوئی تھی وہاں انہوں نے مسلمانوں سے اتحاد نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

کانگریسی حکومتیں:

کانگریسی حکومتوں نے مسلمانوں کے حقوق کو پائمال کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل واقعات سامنے آئے۔

(i) ہندو مسلم فسادات:

کانگریس حکومت کے دوران ہندو مسلم فسادات عام تھے ہندو جب چاہتے مسلمانوں کے جان و مال پر حملہ کر دیتے۔

(ii) مذہبی روک:

اسلام پر بین (Ban) لگا دیا گیا۔ ذبح پر پابندی لگا دی گئی اور مساجد کے سامنے بینڈ باجے بجائے جاتے۔

(iii) وندے ماترم:

مسلمان طالبعلموں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ وندے ماترم پڑھیں اور انہیں ماتھے پر تلک لگانے پر بھی مجبور کیا جاتا۔

(iv) گاندھی پوجا:

طالبعلموں کو مجبور کیا جاتا کہ اسکول کی اسمبلی میں گاندھی کی تصویر کی پوجا کریں۔

(v) سرکاری ملازمتوں میں ناانصافی:

سرکاری ملازمتوں کے دروازے مسلمانوں کے لیئے مکمل طور پر بند کر دیے گئے۔

(vi) ہندی زبان کی ترویج:

ہندی کو سرکاری زبان کے طور پر متعرف کروایا گیا۔

(vii) یومِ نجات:

۱۹۳۸ء میں محمد علی جناح کو قائداعظم کا خطاب دیا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں جب کانگریسی وزارتوں نے استعفیٰ دیا تو قائداعظم نے مسلمانوں کو یوم نجات منانے کا کہا۔ جو کہ دسمبر ۲۲/ ۱۹۳۹ء کو کانگریسی وزارتوں سے نجات کی خوشی میں منایا گیا۔

سوال نمبر ۱۰۔ تحریک پاکستان پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔ (۲۰۰۹)

جواب: **تعارف:**

۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کے قیام سے ہی تحریک پاکستان مقبول ہونا شروع ہوگئی تھی۔ نہرو رپورٹ، کانگریسی وزارتیں اور الہ آباد کے خطبے نے اس تحریک کو سنجیدہ اور تیز کردیا۔ لیکن یہ تحریک اپنے عروج پر قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء کے بعد پہنچی۔

قرارداد لاہور ۱۹۴۰ء:

۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) لاہور میں قائداعظم کی سربراہی میں منعقد ہوا۔ اور ایک قرارداد ۳۰/مارچ ۱۹۴۰ء کو پاس کی گئی۔ یہ قرارداد مولوی فضل الحق نے پیش کی اور اسکی تائید چوہدری خلیق الزماں نے کی۔ اس کے الفاظ یہ تھے۔

> **''اس ملک میں کوئی دستوری خاکہ اس وقت تک قابلِ عمل یا مسلمانوں کے لیئے قابلِ قبول نہ ہوگا جب تک وہ مندرجہ ذیل اصول پر مرتب نہ کیا جائے یعنی جغرافیائی اعتبار سے متعلقہ علاقے الگ خطے بنا دیئے جائیں اور جو علاقائی ترمیمیں ضروری سمجھی جائیں کرلی جائیں تاکہ ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں جن علاقوں کے اندر مسلمانوں کو از روئے آبادی اکثریت حاصل ہے وہ یکجا ہوکر ایسی آزاد ریاستیں بن جائیں جن کے اجزائے ترکیبی خودمختار اور مقتدر ہوں۔''**

قائداعظم نے بھی اس موقع پر تاریخی خطبہ دیا جس میں انہوں نے مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کو اُجاگر کیا۔

قبولیت اور انکار:

تمام مسلمانوں نے اس قرارداد کو پذیرائی دی جبکہ ہندو رہنماؤں اور اخبارات نے اس قرارداد پر بہت واویلہ مچایا۔

قراردادِ پاکستان کی اہمیت:

قرارداد پاکستان برصغیر کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی مشہور قرارداد پاکستان کے بننے کا سبب بنی۔ اس کے ذریعے دوقومی نظریے کو بھی تقویت حاصل ہوئی۔

کرپس تجاویز:

سیاسی ڈیڈلاک جو کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان قائم تھا اسے ختم کرنے کے لیئے حکومت برطانیہ نے سر اسٹیفورڈ کرپس کو ۱۹۴۲ء میں ہندوستان بھیجا۔

کرپس نے اپنے قیام کے دوران مولانا آزاد، جناح، گاندھی اور نہرو سے ملاقاتیں کیں۔ ایک ہفتے کی بات چیت کے بعد اُس نے اپنی تجاویز پیش کیں۔ جو مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ جنگ عظیم دوئم کے خاتمے کے بعد دستور ساز اسمبلی بنائی جائے گی جو ملک کے لیئے نیا آئین بنائے گی۔

۲۔ نیا آئین وفاقی طرز کا ہوگا جس میں اقلیتوں کے حقوق کی نگہداشت کی جائے گی۔

۳۔ صوبوں کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہیں تو الگ وفاق بنا دیں۔

کانگریس اور مسلم لیگ دونوں ہی ان تجاویز سے ناخوش تھے۔ چنانچہ ہندوستان کی صورتحال مزید خراب ہوگی۔

شملہ کانفرنس:

جنگ عظیم دوئم کے بعد لارڈ ویول انڈیا کے وائسرائے بنے انہوں نے کانگریس اور مسلم لیگ کی اتحادی حکومت بنانے کے لیئے کوششیں کیں۔ لارڈ ویول نے جون میں شملہ میں ایک کانفرنس بلائی جس میں مسلم لیگ کی نمائندگی قائداعظم نے کی جبکہ کانگریس کی نمائندگی مولانا عبدالکلام آزاد نے کی۔ یہ کانفرنس ۲۵ رجون ۱۹۴۵ء کو شروع ہوئی اور کئی دن تک جاری رہی۔

تجاویز:

لارڈ ویول چاہتے تھے کہ پانچ وزارتیں مسلم لیگ کی ہوں اور پانچ وزارتیں کانگریس کی جبکہ تین وزارتیں اقلیتوں کو دی جائیں۔

نامنظوری:

کانگریس نے مسلمانوں کی پانچ وزارتوں کو قبول کرنے سے انکار کردیا جبکہ قائداعظم نے انتخابات کا مطالبہ کیا۔ لہذا شملہ کانفرنس بھی ناکام ہوئی مگر کانگریس کے علاوہ تمام جماعتیں انتخابات کے حق میں تھیں۔

عام انتخابات ۱۹۴۵-۴۶ء:

مرکزی اسمبلی:

دسمبر ۱۹۴۵ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے الیکشن ہوئے جس میں تمام ۳۰ نشستیں مسلم لیگ نے حاصل کیں جبکہ ۷۲ میں سے ۵۷ نشستیں کانگریس نے جیتیں۔ سندھ پنجاب اور بنگال میں مسلم لیگ کو اکثریت حاصل ہوئی۔

صوبائی اسمبلی:

فروری ۱۹۴۶ء میں صوبائی اسمبلی کے انتخابات منعقد ہوئے۔ ۴۹۵ میں سے ۴۳۰ نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں۔ مسلم لیگ نے بنگال میں اپنی حکومت قائم کی لیکن کانگریس کی ریشہ دوانیوں کے باعث اسمبلی توڑ دی گئی۔ دوبارہ انتخابات ہوئے جس میں مسلم لیگ نے سندھ کی تمام نشستوں پر کامیابی حاصل کی اور اپنی حکومت بنائی جبکہ سندھ اور سرحد میں اتحادی حکومت بنائی۔

تین جون کا منصوبہ اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن:

مارچ ۱۹۴۷ء میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے بنے۔ انہوں نے انڈیا کو متحد رکھنے کی بھرپور کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ تقسیم ہی اس مسئلے کا واحد حل ہے۔

تین جون کا منصوبہ اور قیام پاکستان:

تین جون ۱۹۴۷ء کو تقسیم کا منصوبہ مسلم لیگ اور کانگریس کی مشترکہ کانفرنس میں بتایا گیا۔ یہ کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی اور اس کے خاص نقاط درج ذیل ہیں۔

۱۔ **آزادیٔ ہندوستان بل ۱۹۴۷ء:**

ایک بل پیش کیا گیا جسکے مطابق پاکستان کو آزادی ۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو دی جائے گی اور قائداعظم اس کے پہلے گورنر جنرل ہوں گے

۲۔ **علیحدہ سیشن:**

ایک شق ڈالی گئی کہ مسلم اور ہندو ممبران اسمبلی پنجاب اور بنگال میں علیحدہ علیحدہ سیشن کر کے ان کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے۔

۳۔ **سرحدیں:**

ان صوبوں کی سرحدیں کمیشن بنائے گا۔

۴۔ **سندھ اسمبلی:**

سندھ اسمبلی ووٹ کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔ بعد ازاں سندھ اسمبلی نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیئے۔

۵۔ **سرحد اور سلہٹ:**

سرحد اور سلہٹ کے لوگ ریفرینڈم کے دریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کریں گے۔ ریفرنڈم میں سرحد اور سلہٹ کے لوگوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیئے کہ پاکستان کا حصہ بنے۔

۶۔ **ریڈکلف ایوارڈ:**

ریڈکلف جو ایک معمولی وکیل تھا اسے انتقال اقتدار کے لیئے برطانوی حکومت نے ہندوستان بھیجا۔ اس نے کانگریس کی مرضی کے مطابق بنگال اور پنجاب کی سرحدیں متعین کیں۔ اس نے بہت سے مسلم اکثریت کے علاقے بھی ہندوستان میں شامل کردیئے اور پاکستان کو ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محروم کردیا۔ اس کے علاوہ اس نے کشمیر کو بھی ہندوستان کا حصہ بنایا۔ غرضیکہ ریڈکلف نے مسلمانوں کی اور پاکستان کی مشکلات میں گوں نہ گوں اضافہ کیا۔

اختتامیہ:

ریڈکلف کے غلط فیصلوں کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات چھڑ گئے جس کے نتیجے میں پندرہ لاکھ سے زائد لوگ مارے گئے اور پچاس ہزار سے زائد عورتیں لاپتہ ہوئیں۔

آخر کار پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء بمطابق ۲۷ رمضان المبارک کو وجود میں آیا۔

سوال نمبر ۱۱۔ تحریک پاکستان میں پنجاب کے کردار پر روشنی ڈالیئے۔

جواب: تعارف:

آبادی کے لحاظ سے پنجاب بہت بڑا صوبہ تھا۔ ہندوؤں اور انگریزوں دونوں نے پنجاب کے لوگوں کو بھڑکانے کی بھرپور کوشش کی۔ مگر اس صوبے نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔

علامہ اقبال کا کردار:

علامہ اقبال پنجاب کی صوبائی کونسل کے ممبر تھے۔ انہوں نے ۱۹۳۰ء میں پہلی مرتبہ علیحدہ وطن کا خیال پیش کیا۔ اس لیئے انہیں مصور پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔ قرارداد پاکستان بھی پنجاب کے شہر لاہور میں پیش کی گئی اس کے علاوہ ۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات میں بھی مسلم لیگ نے پنجاب سے بھرپور کامیابی حاصل کی۔

علماء و مشائخ کا کردار:

پنجاب کے علماء اور مشائخ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مولانا شبیر احمد اور مولانا ظفر احمد مسلم لیگ کی نمائندگی کرتے مختلف شہروں کے دورے کرتے رہے۔

طلباء کا کردار:

پنجاب کے طلباء بھی اس تحریک میں پیش پیش رہے انہوں نے سول نافرمانی شروع کر کے حکومت کو ہلا دیا۔

خواتین کا کردار:

پنجاب کی خواتین نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سول نافرمانی کے دوران انہوں نے یونین جیک اتار کر پنجاب سکریٹریٹ پر مسلم لیگ کا جھنڈا لگایا۔ بیگم جہاں آرا شاہنواز نے تین گول میز کانفرنسوں میں خواتین کی نمائندگی کی۔ اور وہ لندن کے گلڈ ہال میں خطاب کرنے والی پہلی خاتون تھیں۔

اختتامیہ:

لہٰذا تحریک پاکستان میں پنجاب کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

سوال نمبر ۱۲۔ تحریک پاکستان میں سندھ کے کردار پر روشنی ڈالیئے۔ (۲۰۱۲)

جواب: تعارف:

سندھ پاکستان کا اہم صوبہ ہے۔ یہ باب الاسلام بھی کہلاتا ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے یہ بھی سندھ میں واقع ہے یہ شہر قائداعظم کا گھر بھی ہے۔

تاریخی پس منظر:

۱۸۴۳ء میں برطانیہ نے بہت ظالمانہ طریقے سے سندھ پر قبضہ کیا۔ مسلمانوں کی اکثریت کا خاتمہ کرنے کے لیئے اسے بمبئی کا حصہ بنادیا گیا۔ مسلم لیگ کی انتھک کوششوں کے باعث اسے ۱۹۳۶ء میں بمبئی سے علیحدہ کیا گیا۔ مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس بھی کراچی میں دسمبر ۱۹۰۷ء کو ہوا۔

مسلم رہنماؤں کا کردار:

۱۹۴۰ء میں سر عبداللہ ہارون نے تحریک پاکستان کی حمایت میں زبردست تقریر کی۔ ۱۹۴۳ء میں سندھ میں مسلم لیگ کیبنٹ قائم ہوئی۔ یہ ملک کی پہلی مسلم لیگی کیبنٹ تھی۔ ۴۶۔۱۹۴۶ء کے انتخابات میں بھی مسلم لیگ کو سندھ سے اکثریت حاصل ہوئی اور سندھ میں مسلم لیگ کی حکومت قائم ہوئی۔

پیر پگارا صبغت اللہ شاہ:

تحریک آزادی میں پیر پگارا صبغت اللہ شاہ کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے جنگِ عظیم دوئم کے دوران انگریزوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ اُن کی تحریک ''تحریکِ حُر'' کے نام سے منسوب ہے۔ اس تحریک کے دوران وہ شہید ہوئے۔

علماء و مشائخ کا کردار:

سندھ کے علماء و مشائخ نے بھی اس تحریک میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے ''جامعۃ المشائخ'' قائم کی اور مسلم لیگ کی حمایت کی۔

طلباء کا کردار:

تحریک آزادی میں سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی اور نور محمد ہائی اسکول کے طلباء صف اول تھے۔

خواتین کا کردار:

سندھ کی خواتین رہنما جیسے نصرت ہارون، صغرا ہدایت اللہ، بیگم خیر النساء شعبان نے بھی مردوں کے شانہ بشانہ اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔

اختتامیہ:

پاکستان کی تحریک آزادی میں صوبہ سندھ کا لازوال کردار فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

سوال نمبر ۱۳۔ تحریک پاکستان میں بلوچستان کے کردار کی وضاحت کریں۔

جواب:

تعارف:

تقسیم سے قبل بلوچستان ایک غیر ترقی یافتہ صوبہ تھا۔ بلوچ عوام بہادر اور جری قوم ہیں اور اسلام کے لیئے خاص محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ آزادی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔

مسلم لیگ کا قیام:

مسلم لیگ کا قیام بلوچستان میں ۱۹۳۹ء میں عمل میں آیا۔ قاضی محمد نے مسلم لیگ کے بلوچستان کے قیام میں بھرپور کردار ادا کیا۔ نواب محمد خان جوگزئی اور میر جعفر جمالی نے بھی اپنی خدمات ادا کیں۔

قرارداد پاکستان کی حمایت:

بلوچستان مسلم لیگ نے قرارداد پاکستان کی بھرپور حمایت کی۔ مختلف اوقات میں میٹنگ بلائی جاتی رہی اور بلوچستان کے لوگوں کو پاکستان کی طرف راغب کیا۔

تحریکِ پاکستان میں حصہ:

بلوچستان نے تحریک پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اپریل ۱۹۴۷ء میں پاکستان کانفرنس کوئٹہ میں منعقد کی گئی۔

پاکستان میں شمولیت:

تقسیم کے وقت جرگہ کے ذریعے بلوچستان نے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا حالانکہ کانگریس نے جرگہ کو بھارت کی جانب راغب کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔

سوال نمبر ۱۴۔ قیام پاکستان میں سرحد کے کردار کا جائزہ لیں۔

جواب:

تعارف:

سرحد بہادر پٹھانوں کا مسکن ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے سکھوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور پھر انگریزوں کے خلاف۔

سیاسی بیداری:

۱۹۲۷ء میں مسلم لیگ نے سرحد میں آئینی اصطلاحات کا مطالبہ کیا۔ جس کے ذریعے وہاں کے لوگوں میں سیاسی شعور پیدا ہوا۔

قرارداد پاکستان کی حمایت:

سرحد کے عوام نے بھرپور طریقے سے قراردادِ پاکستان کی حمایت کی۔ سردار اورنگزیب نے سرحد کی جانب سے تحریک کی حمایت کا اعلان کیا۔

مسلم لیگ کا قیام:

سردار اورنگزیب حان، جسٹس سجاد احمد جان درد، خان بہادر اسد اللہ خان کی بھرپور کوششوں کی بدولت ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ کی کانفرنس ایبٹ آباد میں منعقد ہوئی۔ جس کے نتیجے میں وہاں بھرپور طریقے سے تحریک آزادی شروع ہوئی۔ مسلم لیگ کے بہت سے دفاتر قائم ہوئے اور کانگریس کے قدم اکھڑنے لگے۔

علماء، طالبعلموں اور خواتین کا کردار:

سرحد کے علماء نے لوگوں کو آزادی کی طرف بھرپور رہنمائی کی۔ جبکہ اسلامیہ کالج اور ایڈورڈ کالج پشاور کے طلباء نے اس جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سرحد میں خواتین کی کوششوں کے باعث مسلم لیگ کا خواتین ونگ بھی قائم کیا گیا۔

سوال نمبر ۱۵۔ نظریاتی مملکت کے شہری کی ذمہ داریوں کا خلاصہ لکھیئے۔

جواب: تعارف:

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو دو قومی نظریے کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا۔ قائداعظم نے اپنے ۱۵ر جون ۱۹۴۸ء کے خطاب میں واضح کر دیا کہ۔

''اب ہم بلوچی، پٹھان، سندھی، پنجابی اور بنگالی نہیں بلکہ پاکستانی ہیں۔ ہماری سوچ اور عمل سے یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ ہم پاکستانی ہیں اور ہمیں اپنے پاکستانی ہونے پر فخر ہونا چاہیئے۔''

پاکستان اسلامی نظریے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا۔ اور یہ نظریہ ہم سے مندرجہ ذیل ذمہ داریاں نبھانے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۔ اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی:

لوگوں کو اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق گزارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تمام قوانین اسلامی ہونے چاہئیں۔

۲۔ جمہوری نظام:

ایسی جمہوریت قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو۔ مساوات و رواداری اس کے بنیادی جز ہونے چاہئیں۔

۳۔ وفاداری:

لوگوں کو ملک کا وفادار ہونا چاہیئے۔

۴۔ ایمانداری:

دھوکا اور ریاکاری سے بچتے ہوئے زندگی گزارنے کے لیئے ایمانداری کے تمام اصول اپنائے جائیں۔

۵۔ مہذب رویہ:

لوگوں کو بہتر طور سے تعلیم حاصل کر کے مہذب رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

۶۔ قوانین کی پابندی:

تمام قوانین کی بھرپور طریقے سے پابندی کرنی چاہیئے۔

۷۔ **قومی سالمیت:**

تمام معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کرنے میں حکومت کی مدد کرنی چاہیئے اور قومی سالمیت کا بچاؤ کرنا چاہیئے۔

۸۔ **محنت:**

لوگوں کو محنت سے جی نہیں چرانا چاہیئے اور معاشرے کی فلاح کے لیئے کام کرنا چاہیئے۔

۹۔ **ذمہ دار:**

اپنی تمام ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانا چاہیئے۔

۱۰۔ **مدد کے لیئے تیار:**

انہیں چاہیئے کہ بھائی چارے سے کام لیتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کے لیئے ہر وقت تیار رہیں۔

سوال نمبر ۱۶۔ قائداعظم کے کردار کی نمایاں خصوصیات بیان کریں۔ (۲۰۱۲)

جواب: قائداعظم محمد علی جناح بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔ آپکا کردار نہایت مضبوط تھا جس کی وجہ سے آپ پاکستان کے خواب کو حقیقت میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کے کردار کی نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **اصول پسندی:**

قائداعظم نہایت اصول پسند آدمی تھے۔ آپ نے ہمیشہ اصولوں پر سیاست کی۔ آپ نے جو کہا پورا کر دکھایا۔

۲۔ **قابلیت:**

قائداعظم بہت قابل لیڈر تھے۔ آپ میں دلیری، ذمہ داری، ثابت قدمی جیسی خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔

۳۔ **ایمانداری:**

قائداعظم کے کردار کی ایک نمایاں خصوصیت ایمانداری تھی۔ آپ ہمیشہ سچائی سے جو سمجھتے اُسے کہنے میں ہچکچاتے نہیں تھے۔

۴۔ **قابلِ ستائش شخصیت:**

قائداعظم کی شخصیت اور آپ کا برتاؤ انتہائی مہذبانہ تھا۔ آپ ہمیشہ اچھا لباس زیب تن کرتے تھے۔

۵۔ **مضبوط کردار:**

قائداعظم مضبوط کردار کے مالک تھے۔ آپ نے کبھی اصولوں پر سمجھوتا نہیں کیا۔

۶۔ **مستحکم جذبہ:**

قائداعظم مستحکم جذبات کے حامل انسان تھے۔ آپ نے کبھی پراگندہ سوچ اور ذہنیت کا مظاہرہ نہیں کیا۔

۷۔ **جذبۂ ایثار:**

قائداعظم نے اپنی زندگی پاکستان کی نذر کر دی۔ انہوں نے بھرپور اور انتھک محنت اور کوشش سے پاکستان کو مشکلات سے نکالا۔

۸۔ **نوجوانوں کی حمایت:**

آپ نوجوانوں کی بہت حمایت کرتے تھے۔ آپ انہیں مستقبل کے معمار شمار کرتے تھے اور انہیں سراہتے تھے۔

اختتامیہ:

غرضیکہ قائداعظم ایک مضبوط ارادہ اور عمدہ سیاسی بصیرت و کردار کے حامل شخصیت تھے۔

سوال نمبر ۱۷۔ قائداعظم کے بحیثیت گورنر جنرل کے کردار پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔

جواب:

تعارف:

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔ وہ تقریباً ۱۳ مہینے تک عہدے پر فائز رہے۔ انہیں نئے ملک کے بے شمار مسائل ورثے میں ملے مگر انہوں نے اُن مشکلات سے بہترین انداز میں نبرد آزما ہونے کی کوشش کی۔ بحیثیت گورنر جنرل قائداعظم کے کردار کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

قومی سالمیت و یکجہتی:

بہت سے ہندو رہنماؤں کا خیال تھا کہ پاکستان جلد ٹوٹ کر بھارت میں آن شامل ہوگا مگر قائداعظم کی بصیرت اور شعور نے مسلمانوں کے اندر ایک نئی امنگ پیدا کر دی۔ آپ نے لوگوں میں جذبۂ حب الوطنی کو بڑھاوا دیا۔ آپ نے ایک موقعے پر فرمایا۔

''اب ہم بلوچی، پٹھان، سندھی، پنجابی اور بنگالی نہیں بلکہ پاکستانی ہیں۔ ہماری سوچ اور عمل سے یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ ہم پاکستانی ہیں اور ہمیں اپنے پاکستانی ہونے پر فخر ہونا چاہیئے۔''

مہاجرین کا مسئلہ:

قائداعظم کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری کا تھا۔ تقریباً 6.5 million مہاجرین پاکستان ہجرت کر کے آئے تھے۔ آپ نے ان کے لئے ایک امدادی فنڈ قائم کیا اور لوگوں سے امداد کی اپیل کی۔ آپ نے اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور کا دورہ بھی مشرقی پنجاب کے مہاجرین کی آبادکاری کے لیئے کیا۔

افسران کو ہدایت:

آپ نے سرکاری افسران پر زور ڈالا کہ وہ اپنے آپ کو عوام کا خادم سمجھیں۔ مارچ ۲۵ / ۱۹۴۸ء کو آپ نے سرکاری افسران سے خطاب کیا اور انہیں اپنی ذمہ داریاں ایمانداری اور نیک نیتی سے نبھانے کا مشورہ دیا۔

صوبائی اور نسلی امتیاز کا خاتمہ:

آپ نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ وہ پاکستانی ہونے پر فخر محسوس کریں۔ آپ نے عوام کو ہر طرح کے صوبائی اور نسلی امتیاز سے بالاتر ہو کر متحد ہونے کو کہا۔ آپ نے تمام صوبوں کا دورہ کیا۔ کراچی کو ملک کا دارالحکومت قرار دیا گیا۔ کئی چھوٹی ریاستیں بھی پاکستان میں شامل ہوگئیں۔ وزیرستان سے فوج کا انخلا بھی شروع ہوگیا جس سے وہاں کے لوگوں کو یہ اعتماد حاصل ہوا کہ وہ بھی پاکستان کا اٹوٹ انگ ہیں۔

خارجہ پالیسی:

قائداعظم کی رہنمائی میں پاکستان نے کئی بیرونی ممالک کے ساتھ تعلقات بہتر بنائے خاص طور پر ہمسایہ ممالک کے ساتھ۔ یہ قائداعظم ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بنا۔

طالبعلموں کو مشورہ:

قائداعظم نوجوانوں کو مستقبل کا معمار کہتے تھے۔آپ نے پاکستان کی جدوجہد میں ان کے کردار کو سراہا اور انہیں بتایا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ وہ سیاست سے پیچھے ہٹ کر صرف اور صرف تعلیم پر توجہ دیں۔

نذرانہ:

پاکستان بننے کے وقت تک قائداعظم کی صحت انتہائی خراب ہو چکی تھی اس کے باوجود آپ دن رات کام کرتے تھے۔آپ نے نئے ملک کو مسائل سے نکالنے کی بھرپور کوششیں کیں۔آپ اپنی زندگی کے آخری سانس تک پاکستان کی فلاح و بہبود کے لیئے کام کرتے رہے۔

اختتامیہ:

قائداعظم بلاشبہ قوم کے سرپرست تھے۔آپ ہی کی انتھک محنت اور کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پاکستان آج تک قائم و دائم ہے۔

سوال نمبر ۱۸۔نوزائیدہ/قیام مملکت کے وقت پاکستان کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا ان پر جامع نوٹ لکھیے۔(۲۰۰۹)(۲۰۱۱)

جواب: قیام پاکستان کے وقت:

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سرحدوں کے تعین کا مسئلہ

۲۔ اثاثوں اور واجبات کے تقسیم کا مسئلہ

۳۔ نہری پانی کا مسئلہ

۵۔ قائداعظم کی وفات

۱۔ **سرحدوں کے تعین کا مسئلہ:** پاکستان کی سرحدوں کا تعین کے لئے ایک کمیشن سر ریڈ کلف کی قیادت میں قائم ہوا۔اس کمیشن نے جانبداری سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کی آبادی والے علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے۔اس کمیشن نے پنجاب میں فیروز پور اور گورداس پور کے علاقے بھارت کے حوالے کر کے پاکستان کے ساتھ بڑی ناانصافی کے اور اسکے نتیجے میں مسئلہ کشمیر کھڑا ہوا۔

۲۔ **مہاجرین کی آمد کا مسئلہ:** آزادی کے بعد خونی فسادات شروع ہو گئے۔یہ فسادات مارچ ۱۹۴۷ء میں پنجاب میں شروع ہوئے اور پورے ہندوستان میں پھیل گئے۔ان فسادات کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان پر ایسی کاری ضرب لگائی جائے کہ اسے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کا موقع نہ مل سکے۔ان ہنگاموں کی وجہ سے جب مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے پاکستان پہنچے تو ان کی خوراک، رہائش اور دیگر ضروریات زندگی کی فوری فراہمی حکومت پاکستان کے لئے ایک بڑا مسئلہ بن گئی۔

۳۔ **اثاثوں اور واجبات کی تقسیم کا مسئلہ:** تقسیم ہند کے بعد ایک مسئلہ اثاثوں اور واجبات کا تھا۔اس مسئلہ کی وجہ پاکستان اور ہندوستان کے تمام اثاثوں پر قبضہ کر لیا جائے اور پاکستان کو کچھ نہ دیا جائے۔جبکہ پاکستان کا مطالبہ تھا۔کہ ان اثاثوں میں جائز حصہ دیا جائے۔لیکن ایسا نہ ہو سکا۔جسکی وجہ سے اختلافات میں اضافہ ہو گیا۔تقسیم ہند کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ برطانوی ہند کی فوج کو پاکستان اور ہندوستان تقسیم کر دیا جائے۔لیکن وقت آنے پر بھارت نے تعاون سے انکار کر دیا۔

۴۔ **شہری پانی کا مسئلہ:** پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔اس کا انحصار دریاؤں، کے پانی پر ہے۔قیام پاکستان کے بعد بھارت نے پاکستان کی زراعت کو نقصان پہنچانے کے لئے دریاؤں کا پانی بند کرنے کے لئے دھمکی دی اور ۱۹۴۸ء میں صوبہ پنجاب میں داخل ہونے

والے دریاؤں کا پانی روک لیا۔ اور دعویٰ کیا کہ اس پر پاکستان کا کوئی حق نہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ۱۹۶۰ء میں عالمی بینک کی مدد سے ایک معاہدہ طے پایا جسے "سندھ طاس" کا معاہدہ کہتے ہیں۔

۵۔ **قائداعظم کی وفات:** قائداعظم نے روز شب محنت کر کے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے پاکستان حاصل کیا۔ آپ کی بے لوث قیادت نے مسلمانوں میں نئی روح پھونک دی۔ آپ کی ذات دنیائے تاریخ میں روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ارض پاک کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی پاکستان کو درپیش مسائل کے حل کرنے کے لئے دن رات کام کیا۔ کام کی زیادتی اور مسائل کی بھرمار نے آپ کی صحت پر برا اثر ڈالا۔ آپ شدید بیمار ہو گئے۔ اور قیام پاکستان کے تقریباً ایک سال بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی ذات پاکستان کے لئے ایک عظیم سرمایہ تھی۔ پاکستان کو آپ کی وفات سے ناقبل تلافی نقصان ہوا۔

سوال نمبر ۱۹۔ علی گڑھ تحریک کے کارنے تحریر کیجئے۔ (۲۰۱۰)

جواب: علی گڑھ تحریک کے کارنامے:

اس تحریک کی وجہ سے پنجاب، سندھ، سرحد اور مشرقی بنگال کے تعلیمی اداروں میں انقلاب آنے لگے۔ ان علاقوں میں ایسے لیڈر سامنے آئے جنھوں نے سرسید احمد خان کی تحریک سے متاثر ہو کر تعلیمی ادارے کھولے اہل پنجاب نے لاہور میں انجمن حمایت اسلام قائم کی۔ اسکے علاوہ صوبہ سرحد کے آزاد مسلمانوں نے تعلیم عام کرنے کے لئے اپنے علاقے میں تعلیمی تحریک چلائی۔ اس تحریک کے بانی صاحبزادہ عبدالقیوم تھے۔ اس تحریک کی بدولت بھی ایسے طلباء پیدا ہوئے جنھوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریک علی گڑھ نے سندھ کے مسلمانوں کو بھی بہت متاثر کیا۔ حسن علی آفندی نے بھی کراچی میں سندھ مدرسہ قائم کیا۔ جس میں جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی انتظام تھا۔ ہندوستان میں تحریک علی گڑھ نے سندھ کے مسلمانوں کو بھی بہت متاثر کیا۔ حسن علی آفندی نے بھی کراچی میں سندھ مدرسہ قائم کیا۔ جس میں جدید تعلیم کیس اتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی انتظام تھا۔ ہندوستان میں تحریک علی گڑھ نے کئی اداروں کو جنم دیا اگر چہ یہ ادارے سرسید احمد خاں کی تحریک کے خلاف تھے مگر پھر بھی سرسید احمد خاں کی تحریک کے خلاف تھے مگر پھر بھی سرسید احمد خاں کی تحریک سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ بقول اکبر

ہماری باتیں ہی باتیں سید کام کرتا تھا
نہ بھولو فرق جو ہے کہنے والے کرنے والے میں
کہے جو چاہیے کوئی میں تو یہ کہتا ہوں اے اکبر
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں